بحث ونظر

اسلامی بینکوں کے مسائل

پروفیسر اوصاف احمد

ایک نئی طرز کے مالیاتی ادارہ ہونے کی وجہ سے ہم عصر اسلامی بینکوں کو کئی مسائل اور مشکلات کا سامنا ہے۔ ان میں سے بیشتر مسائل کا تعلق تو بعض مخصوص بینکوں یا کسی مخصوص بینک سے ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کا ہر ادارے کو اپنی تشکیل کے ابتدائی زمانہ میں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جیسے جیسے وقت گذرتا جاتا ہے اور ادارہ اپنی تعمیر و ترقی کے مراحل میں داخل ہونے لگتا ہے ان مسائل کی اہمیت کم ہونے لگتی ہے۔ اسلامی بینک کاری کے حق میں بھی کمال، تجربہ اور آزمائش کی انھیں منزلوں سے گذر کر آئے گا۔ جن سے تجارتی بینک کاری کو اپنے ارتقاء کے ابتدائی مراحل کے دوران گذرنا پڑتا تھا۔

لیکن اسلامی بینکوں کو ان مسائل کے ساتھ ساتھ ایک دوسری نوعیت کے مسائل کا بھی سامنا ہے جس کا تعلق ان بینکوں کے "اسلامی کردار" اور ایک خاص تاریخی صورت حال میں اسلامی ممالک میں سماجی و معاشی ترقی کے فروغ سے ہے۔ اس مضمون میں ہم اسی نوعیت کے بعض مسائل اٹھانا چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں پہلے ہم ان مسائل کا اجمالی مطالعہ کریں گے اور بعد میں ان کے ممکنہ حل کی طرف بعض اشارے کرنے کی کوشش کریں گے۔

۱۔ توسیع اور جغرافیائی انتشار کے مسائل

اس وقت پوری دنیا میں اسلامی بینکوں کی تعداد ۵۶ ہے۔ یہ بینک دنیا کے مختلف مسلم اور غیر مسلم ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ۱۱ بینک غیر مسلم ممالک میں قائم ہیں۔ ان اسلامی بینکوں کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ ان ممالک میں آباد مسلمانوں کو ایسی بینک کاری خدمات مہیا کریں جو شرعی احکامات سے متصادم نہ ہوں۔ بقیہ اسلامی بینکوں کو جو اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں میں واقع ہیں، مندرجہ ذیل تین گروہوں

میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (الف) اسلامی بینک جو خلیج العربی کے دولت مند ممالک میں واقع ہیں۔ (ب) اسلامی بینک جو تیل کی دولت سے محروم دوسرے عرب ممالک میں واقع ہیں۔(ج) وہ اسلامی بینک جو غیر عرب مسلم ممالک میں واقع ہیں۔ خلیج میں واقع عرب ممالک کی تعداد ہے۔ دوسرے عرب ممالک مصر اور سوڈان میں اسلامی بینکوں کی تعداد سات ہے۔ دوسرے مسلم ممالک میں پانچ اسلامی بینک ہیں جن میں سے دو ایشیا میں، اور تین افریقہ میں واقع ہیں۔

ظاہر ہے کہ مختلف ماحول میں کام کرنے والے ان اسلامی بینکوں کے مسائل مختلف ہیں۔ خلیج میں کام کرنے والے اسلامی بینکوں کے پاس نسبتاً زیادہ مالی وسائل موجود ہیں۔ اور ان کے سامنے یہ بنیادی مسئلہ رہتا ہے کہ وہ اپنے فاضل وسائل Surplus Funds, کی سرمایہ کاری کس طور پر کریں جو منفعت بخش ثابت ہو۔ اس کے برعکس دوسرے عرب اور مسلم ممالک میں گو سرمایہ کاری کے لامحدود امکانات پوشیدہ ہیں لیکن وہ ان وسائل کی کمی کا شکار ہیں۔ ان کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ وہ کس طرح وسائل مہیا کریں کہ ساکھ اور قرض کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرسکیں۔

اسلامی ممالک کی تعداد، ان کے گوناگوں معاشی مسائل، اور ان کی اقتصادی پس ماندگی کے پیش نظر اسلامی بینکوں پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان ممالک میں اقتصادی ترقی کے فروغ کے لیے مثبت اقدامات کریں اور بالخصوص مسلم معاشرے میں دولت اور آمدنی کے تفاوت میں عدم مساوات کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ لیکن اپنے ارتقاء کے اس مرحلہ پر، اسلامی بینک اس سمت میں ابتدا تو کرسکتے ہیں لیکن غالباً صورت حال میں کوئی فوری اور انقلاب انگیز تبدیلی نہیں لاسکتے۔ جدید بینک کاری کے انہی معیاروں کے سامنے اسلامی بینکوں کی حیثیت ابھی بھی ناقابل لحاظ Insignificant, ہے۔ ان کا دائرہ کار اور پیمانۂ عمل دونوں ابھی محدود ہیں۔ اس امر کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک جرمن ماہر معاشیات ٹراٹ ہولرزشارف نے، حصہ داری، اصل سرمایہ، وسائل کی فراہمی کی صلاحیت اور کارکردگی کے معیاروں کی بنیاد پر ۳۰ بڑے عرب بینکوں کی درجہ بندی Ranking کی۔ ان میں سے کسی فہرست میں کوئی اسلامی بنک شامل نہیں کیا جاسکا[1] اس سے ظاہر ہوتا

1. Traute Whelers Scharf, Arab and Islamic Banks New Business Partners For Developing Countries (Paris, 1983 pp. 138-140).

ہے کہ ان ممالک میں مالی بازار کا بڑا اور قابل لحاظ حصہ ابھی بھی تقلیدی اور روایتی بینکوں کے قبضہ میں ہی ہے۔ تاہم اگر اسلامی بینکوں کو مسلم ممالک کی اقتصادی ترقی اور سماجی تبدیلیوں میں کوئی قابل لحاظ کردار ادا کرنا ہے تو اس کے لیے ضروری ہوگا کہ اسلامی بینکوں کی تعداد میں اضافہ ہو اور وہ خود توسیع و ترقی کے مراحل سے گذریں۔

اسلامی بینکوں کی توسیع میں مندرجہ ذیل ترجیحات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اوّل جن ممالک میں اب تک اسلامی بینک قائم نہیں ہوئے ان میں اسلامی بینکوں کے قیام کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں۔ ان ممالک میں اسلامی بینکوں کا قیام اس لیے بھی ضروری ہے کہ اسلامی بینک کاری کی تحریک مقامیت کا شکار ہو کر نہ رہ جائے۔ اس لیے تمام اسلامی ممالک کا اس میں شامل ہونا ضروری ہے۔ دوم جن ممالک میں اسلامی بینک اب تک قائم کیے جا چکے ہیں ان میں مزید نئے اسلامی بینک قائم کیے جائیں۔ ان نئے اسلامی بینکوں کے قیام سے اب تک قائم شدہ اسلامی بینکوں کو مزید تقویت اور استحکام حاصل ہوگا۔ اس طرح اسلامی بینکوں کو یہ موقع بھی حاصل ہوگا کہ وہ باہمی لین دین اور اشتراک و تعاون کی روایت کو فروغ دے سکیں۔ بینک کاری کے ماہرین کا خیال یہ ہے کہ ایک انفرادی تجارتی بینک کو معیشت میں وہ اہمیت حاصل نہیں ہوتی جو تمام تجارتی بینکوں کو مجموعی طور پر حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے بینکوں کے باہمی لین دین Inter Bank Dealing, کی بھی اہمیت ہے کہ زر، بنک کاری نظام کے اندر ہی گردش کرتا رہتا ہے۔ مزید براں اس طرح کے اعمال کے ذریعہ تجارتی بینک، ایک دوسرے کے لیے ایسے مواقع بھی فراہم کرتے ہیں جن کے ذریعہ منافع حاصل ہو سکتا ہے۔ موجودہ صورت حال میں، کئی ملکوں میں جہاں صرف ایک، یا دو اسلامی بینک قائم ہیں۔ اسلامی بینکوں کو سودی بینکوں کے ذریعہ لین دین کرنا پڑتا ہے۔ اگر اسلامی بینک وافر تعداد میں ہوں تو اسلامی بینک یہی لین دین آپس میں کر سکتے ہیں اور ان کا باہمی تعاون و اشتراک، تمام اسلامی بینکوں کے فروغ کا باعث بن سکتا ہے۔ اسی طرح جب اسلامی بینکوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا تو مالی بازار Money Market, کا معتد بہ حصہ ان کے قبضہ و تصرف میں آسکے گا۔ سودی بینکوں کے ساتھ مسابقت کے ذریعہ وہ اصل کاری کے رخ اور رفتار کو متاثر کرنے کی پوزیشن میں آسکیں گے۔

اس مسئلہ کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ اسلامی بینکوں کو اپنی توسیع کے علاقائی پہلو کو بھی

ذہن میں رکھنا چاہئے۔ موجودہ اسلامی بینکوں میں تقریباً سو فیصد شہری علاقوں خصوصاً بڑے شہروں میں قائم کیے گئے ہیں جن کو اہم تجارتی وصنعتی مراکز ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن اسلامی بینک دیہی علاقوں میں بھی قائم کیے جانے چاہئیں۔ اسلامی بینک کاری کی تحریک کو دیہی عوام تک لے جانا ضروری ہے اگر دیہی علاقوں میں اسلامی بینکوں کی شاخیں قائم کی جاسکیں تو ان علاقوں میں بنک کاری کو فروغ دیا جاسکتا ہے، وہاں کے پوشیدہ مالی وسائل کام میں لائے اور اسلامی بینک زراعت، اور دیہی صنعتوں کی ترقی میں بھی اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اس طرح ان ملکوں کی معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوسکتی ہے۔

۴۔ اصل کاری میں تنوع کا مسئلہ

فی الحال، اسلامی بینکوں کا میدان عمل، خاصا محدود ہے۔ خاص طور پر ان کی اصل کاری Investment میں تنوع کی ضرورت ہے۔ اسلامی بینک کاری کے تجرباتی دور میں، مختلف وجوہ کی بنا پر اسلامی بینکوں کے لیے یہ ضروری ہوگیا تھا کہ وہ اصل کاری کے لیے میدان تلاش کریں جن میں خطر انگیزی کم ہو، لیکن اصل کاری محاصل، جلد از جلد حاصل ہوسکیں نیز ان محاصل Return, کی شرح زیادہ ہو۔ ایسے میدانوں میں ہی اصل کاری کے ذریعہ اسلامی بینک اس امر کو یقینی بنا سکتے تھے کہ وہ اپنا اصل سرمایہ واپس لے سکیں، اور اپنے جمع کاروں Deposition, کے لیے منافع کی اچھی شرح حاصل کرسکیں۔ ایسا کرنے سے ان کی رسائی مزید وسائل تک بھی ہوسکتی تھی۔ ایسے ہی طریق کار سے ان بینکوں کے منیجروں میں خود اعتمادی کا جذبہ بیدار ہوسکتا تھا اور عوام کو اس بات کا یقین دلایا جاسکتا تھا کہ اسلامی بینک کاری، ایک قابل عمل اور منافع بخش طریقہ ہے۔ چنانچہ ان قابل لحاظ امور کی بنا پر اسلامی بینکوں نے اپنی اصل کاری، تجارت، تعمیر، اور آراضی کے میدانوں میں کی۔ ان میدانوں میں سرمایہ عام طور پر قصیر مدت کے لیے ہی درکار ہوتا ہے اور منافع کی شرح دوسرے زمروں کی نسبت عموماً زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے ان زمروں کو دیئے جانے والے قرض کو تو بینک کاری کی اصطلاح میں ساکھ کے "نرم میدان" Soft Areas, قرار دیا جاتا ہے۔ گو کہ کچھ اسلامی بینک مختلف صنعتوں کے حصص Equities, میں اپنا سرمایہ لگانے لگے ہیں اور بعض اسلامی بینکوں نے زراعت اور صنعت میں سرمایہ کاری کے تجربے شروع کردیئے ہیں

لیکن ایسے اسلامی بینکوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے اور اس قسم کے اعمال کا، بینکوں کے کل اعمال میں، فی صد تناسب کچھ زیادہ نہیں ہے[۱]۔ اب جبکہ اسلامی بینک کاری کی عملی حیثیت مسلّم ہو چکی ہے۔ اسلامی بینکوں پر لازم ہے کہ وہ سرمایہ کاری کے "نرم میدانوں" سے باہر قدم رکھیں اور طویل مدتی اصل کاری کا طریق کار اختیار کریں جس سے متعلقہ ممالک کی معیشتوں کی ماہیت میں تبدیلی آسکے۔

طویل مدت کی سرمایہ کاری کے لیے اسلامی بینکوں کو پیش بندی کے طور پر بعض ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جن کی ضرورت سودی بنیادوں پر کام کرنے والے روایتی تجارتی بینکوں کو کم پیش آتی ہے۔ سب سے پہلے تو اسلامی بینکوں کو ایسے مشروعات Projects کی شناخت کرنا ہوگی جن میں اصل کاری کی جاسکے، پھر ان مشروعات کے قابل عمل ہونے کا تکنیکی اور اقتصادی مطالعہ کرنا ہوگا۔ ان مشروعات سے ہونے والے متوقع محاصلات Expected Return, کی شرح کا تعین کرنا ہوگا اور اپنے بینک کے لیے طویل مدت کی اصل کاری کے لیے طویل مدتی حکمتِ عملی Long Term Strategy of Investment مرتب کرنا ہوگی۔ تب ہی وہ اس قابل ہوسکیں گے کہ منافع بخش اور پیدا آور طور پر، ان زمروں میں سرمایہ کاری کرسکیں جہاں اس قسم کی سرمایہ کاری درکار ہے۔ گوکہ ان میں سے شناخت Identification, اور تقییم مشروع Project Evaluation, کے مسائل، اسلامی بینکوں اور روایتی بینکوں کے درمیان مشترک ہیں، لیکن روایتی بینک، متوقع منافع کی شرح کو اتنی اہمیت نہیں دیتے کیونکہ ان کے کاروباری اعمال کا انحصار صرف اس بات پر ہوتا ہے کہ لین دار قرض واپس دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس کے لیے وہ مختلف قسم کے اثاثے رہن رکھ لیتا ہے۔ اگر ایک بار اسے یقین ہو جائے کہ اُس کی اصل رقم اور اِس پر آنے والا سود محفوظ ہے تو پھر اُسے اِس بات کی چنداں فکر نہیں کہ اس کا سرمایہ کس کاروبار میں لگایا گیا ہے۔ کس طرح استعمال کیا جارہا ہے نیز معیشت

---

[۱] Ausaf Ahmad, Development & Problems of Islamic Banks (Jeddah, IRTI, 1983).

اور معاشرے پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی بینکوں سے سودی بینکوں کے مقابلہ میں زیادہ سماجی ذمہ داری کے اظہار کی توقع کی جاتی ہے۔ اسلامی بینک کاری صرف ایک خالص معاشیاتی یا کاروباری عمل نہیں ہے۔ اس کے اخلاقی پہلو بھی ہیں۔ اس لیے اسلامی بینکوں کو اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ ان کے مالی وسائل کا استعمال اس طرح ہو کہ پورے معاشرے اور انسانیت کی فلاح و بہبود میں اضافہ ہو۔

۳۔ فاضل نقدی کے منافع بخش استعمال کا مسئلہ

اس مسئلہ کا سامنا خاص طور پر خلیج العربی میں واقع اسلامی بینکوں کو کرنا پڑ رہا ہے۔ اس مسئلہ کی نوعیت یہ ہے کہ بینکوں کے پاس ضرورت سے زیادہ نقد رقوم جمع ہو گئی ہیں اور بازار میں اصل کاری کے لیے اس کی مانگ زیادہ نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بینکوں کی نقدیت Liquidity. میں اضافہ ہو گیا ہے۔ معاشیات اور بینک کاری کے اصولوں کے مطابق یہ صورت حال کچھ خوش آئند نہیں ہے۔ بینک کے وسائل کا یہ کوئی صحیح استعمال نہیں ہے کہ نقد رقوم اس کے حفاظتی خانوں میں پڑی رہیں۔ اس کے برعکس، وسائل کا صحیح استعمال یہ ہے کہ ان اصل کاروں کو دیا جائے جو پیداوار میں اس کا استعمال کر سکیں تاکہ معیشت میں پیداوار بڑھے جس سے آمدنی اور روزگار میں اضافہ کی صورت پیدا ہو سکے۔

خلیج العربی کے اسلامی بینکوں میں یہ صورت حال اس لیے پیدا ہوئی کہ تعمیر کا دور گذر چکا۔ جس میں سرمایہ کاری کے ذریعہ ان بینکوں نے منافع کی اونچی شرح حاصل کی تھی۔ لیکن معیشت میں تنوع کی کمی کے باعث اصل کاری کے امکانات محدود ہیں۔ بینکوں کے وسائل میں اضافہ کے ساتھ ساکھ کی مانگ میں کمی اس مسئلہ کا بنیادی سبب ہے۔

دوسرے اسلامی تجارتی بینکوں کے ساتھ ساتھ اسلامی ڈیولپمنٹ بینک کو بھی آٹھویں دہائی میں اس مسئلہ کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ اس مسئلہ کے حل کے لیے بینک نے ایک اصل کاری جمع اسکیم Investment Depositors Scheme. کا اجرا کیا۔ اس اسکیم کا مقصد یہ تھا کہ بینک کے وسائل میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اصل کاروں کو اس بات کا موقع فراہم کیا جائے کہ وہ اپنی جمع پر، شریعت کے اصولوں کے مطابق، مناسب منافع حاصل کر سکیں۔ اس اسکیم میں جمع ہونے والی رقوم کا استعمال بینک نے غیر ملکی تجارت کی سرمایہ کاری میں کیا جو اپنی نوعیت کے

لحاظ سے قصیر المدت سرمایہ کاری خیال کی جاتی ہے۔

اصل کاری جمع اسکیم، اسلامی بینکوں کے درمیان بہت مقبول ہوئی اور بہت سے اسلامی بینکوں نے اس اسکیم کے تحت اسلامی ڈیویلپمنٹ بینک کے پاس اپنی رقوم جمع کرائیں۔ چنانچہ اس اسکیم میں جمع رقوم میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ ۱۹۷۹ء میں اس اسکیم میں صرف ۱۱۶۶۵ ملین اسلامی دینار کی رقم جمع تھی۔ لیکن ۱۹۸۳ء میں یہ رقوم بڑھ کر ۱۸۲ ملین اسلامی دینار ہوگئیں جبکہ اسی دوران ان میں سے صرف ۱۰۵ ملین اسلامی دینار کی اصل کاری کی جاسکی۔

اس صورتِ حال کے پیش نظر اسلامی ڈیویلپمنٹ بینک نے مزید جمع رقم قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ فی الحال اسلامی ڈیویلپمنٹ بینک بہت بڑی رقوم کو جذب کرنے کی صلاحیت Absorptive Capacity. خاصی محدود ہے تاہم اس میں اضافے کے لیے متعدد تجاویز زیرِ غور ہیں۔ اس ضمن میں ایک تجویز تو یہ ہے کہ اسلامی ڈیویلپمنٹ بینک اور اسلامی بینکوں کے درمیان معاہدے کی نوعیت میں تبدیلی کر دی جائے۔ اصل جمع اسکیم اسلامی ڈیویلپمنٹ بینک اور اسلامی بینکوں کے درمیان مضاربت کے معاہدے پر مشتمل ہے جس میں اسلامی بینکوں کو رب المال، اور اسلامی ڈیویلپمنٹ بینک کو عامل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس معاہدے میں ساری خطر انگیزی رب المال کا حصہ ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ اصل کاری جمع اسکیم کو مشارکت کی بنیاد پر مرتب کیا جائے تاکہ خطر انگیزی میں تمام فریق اپنے اپنے سرمایہ کی رو سے شریک ہوسکیں۔

اسلامی ڈیویلپمنٹ اسکیم نے اصل کاری جمع اسکیم میں تو کوئی تبدیلی نہیں کی لیکن ایک نئی اسکیم شروع کی ہے جس کا نام " اسلامی بینکوں کا قلمدان تجارت Islamic Bank's Portfolio of Trade, ہے۔ اس کو مشارکت کی بنیاد پر تشکیل دیا گیا ہے۔

فی الحقیقت یہ تمام تجاویز اور اقدامات مسئلہ کے قصیر المدتی حل ہیں۔ طویل مدت میں کئی مسائل ایک دوسرے پر منحصر ہیں اور کسی ایک مسئلہ کے حل ہونے سے دوسرے مسائل پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ مثلاً دوسرے مسلم ممالک میں اسلامی بنک کاری کی توسیع، فاضل نقدیت، اور غریب مسلم ممالک میں اصل کاری میں اضافہ کے مسائل ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ مثلاً اگر غریب مسلم ممالک میں اسلامی بینکوں کا ایک سلسلہ قائم ہو جانے تو امیر ممالک میں اسلامی

بینکوں کی فاضل نقدیت کا مسئلہ بہت آسانی سے حل ہو سکتا۔ یہ اسلامی بینک، اپنی فاضل رقومات، غریب ممالک میں اصل کاری کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس طرح غریب ممالک میں اصل کاری اور پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو گا جس کی کمی، ان کی اقتصادی پس ماندگی اور غربت کا اصل سبب ہے۔

۴۔ ادائیگی میں تاخیر پر تاوان کا مسئلہ

ایک اور اہم مسئلہ جو اسلامی بینکوں کو درپیش ہے ادائیگی میں تاخیر سے تعلق رکھتا ہے۔ سودی بینکوں کے لیے اس مسئلہ سے نپٹنا آسان ہے کیونکہ سود، تاوان کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ ادائیگی میں تاخیر کرنے سے سود چڑھتا رہتا ہے، اور غیر ادائیگی شدہ سود پر مزید سود عائد کیا جاتا ہے جیسے سود در سود کہتے ہیں۔ بعض حالتوں میں، غیر ادائیگی کی صورت میں سود کی شرح میں اضافہ بھی کیا جاتا ہے۔ اسلامی بینکوں میں سرمایہ کاری کے کے جو طریقے رائج ہیں ان میں بھی اصل رقم کی ادائیگی ایک مقررہ مدت کے بعد واجب ہو جاتی ہے۔ اگر یہ ادائیگی بروقت نہ ہو تو اس سے اسلامی بینک کے لیے کئی مشکلات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس صورتِ حال پر قابو پانے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ عدم ادائیگی کی صورت میں، اسلامی بینک اس چیز کو فروخت کر دے جس کی ضمانت پر اس نے سرمایہ فراہم کیا ہے۔ تاہم اس سے یہ مسئلہ پورے طور پر حل نہیں ہوتا کیونکہ یہ ممکن ہے کہ شئے مذکور کی فروخت سے فراہم کیے گئے سرمایہ کی پورے طور پر واپسی نہ ہو۔ اس لیے اسلامی بینک ایسے طریقوں پر غور و خوض کرتے رہتے ہیں کہ عدم ادائیگی کی صورت میں کسی طرح کا تاوان عائد کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں بنیادی قباحت یہی ہے کہ تاوان کی صورت ایسی نہ ہو، کہ اس پر سود کا گمان کیا جا سکے جو سودی بینک، اسی طرح کی صورتوں میں عائد کرتے ہیں، اس ضمن میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

(الف) اسلامی بینک، اس منافع کے ایک حصّے کا دعویدار ہو جو نادہندہ نے نادہندگی کی مدت کے دوران حاصل کیا ہو۔

(ب) بینک نادہندہ سے ـــ اپنے منافع کا وہ حصّہ وصول کرے جو بینک نے اس صورت میں حاصل کیا ہوتا اگر رقم وقت پر واپس کر دی گئی ہوتی۔

اسلامی بینک کاری کے اغراض و مقاصد سے غالبًا دوسری صورت زیادہ مناسبت رکھتی ہے کیونکہ پہلی صورت میں تو یہ بھی ممکن ہے کہ نادہندہ نے اس مدت میں منافع نہ کمایا ہو۔ اس مسئلہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسلامی اخلاقیات کی رو سے قرض خواہ کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ قرض دار کی مشکلات کا فائدہ اٹھائے اور اسے اپنی منفعت کے لیے استعمال کرے۔ اس لیے یہ تجویز رکھی گئی ہے کہ اگر تاوان کی کوئی رقم حاصل ہو تو اسے بینک اپنے کاروباری اعمال یا منافع کی صورت میں استعمال نہ کرے بلکہ اُسے کسی کارِ خیر میں صرف کرے۔

تاہم اس مسئلہ پر ابھی مزید غور و خوض کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا موقف سامنے نہیں آیا جو عام طور پر قابل قبول ہو۔

۵۔ غریب ممالک میں اسلامی بینکوں کا رول

غریب مسلم ممالک میں اسلامی بینکوں کو ایسی صورت حال کا سامنا ہے جس سے پٹرول کی دولت سے مالا مال ممالک میں اسلامی بینک کما حقہٗ واقف نہیں ہیں۔ ان بینکوں کو وسائل مہیا کرنے کے لیے زیادہ کوششیں کرنا پڑتی ہیں کیونکہ جمع کا بہاؤ Flow of Deposit, اپنی کمیت کے اعتبار سے زیادہ نہیں ہے۔ اس لیے ان بینکوں کے لیے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنی شاخوں میں زیادہ سے زیادہ علاقائی تنوع پیدا کریں اور صرف شہری مراکز تک ہی محدود ہو کر نہ رہ جائیں۔ غریب مسلم ممالک میں آبادی کا زیادہ بڑا حصہ دیہی علاقوں میں ہی مرتکز ہے۔ اگر اسلامی بینک، ان دیہی علاقوں تک پہونچ سکیں تو یہ ممکن ہو سکے گا کہ دیہی علاقوں میں بینک کاری کی عادتوں کا فروغ ہو، اور بچت میں اضافہ ممکن ہو سکے جو بینکوں کی عدم موجودگی کی صورت میں، کسی نہ کسی طرح ضائع ہو جاتا ہے۔

اگر اسلامی بینک دیہی علاقوں میں امکانی بچت (Potential Savings) کو اصل بچت (Real Savings,) میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ان کو ایسے مشروعات میں اصل کاری کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے جو سماجی طور پر بیدا آور ہو۔ ایسے مشروعات کا انتخاب احتیاط سے کرنا لازم ہوگا۔ بہتر تو یہ ہوگا کہ اس ضمن میں "مقامی وسائل سے مقامی ترقی" کا اصول کام میں لایا جائے۔ زراعت، آب پاشی، دست کاری، چھوٹے پیمانہ کی صنعت، زرعی بنیاد والی صنعتوں میں چھوٹے اور معتدل سائز والے مشروعات کو ترجیح دی جانی

چاہئے تاکہ مقامی وسائل کو جن میں، مالی وسائل، قدرتی وسائل، اور انسانی وسائل شامل ہیں، بھرپور طریقے پر استعمال کیا جاسکے۔ اس طرح کی حکمت عملی اپناکر، اسلامی بینک غریب ملکوں کی معاشی تبدیلی و ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

۷۔ کچھ اور مسائل

بعض مسلم ممالک میں اسلامی بینک کاری کی ترقی کی راہ میں کچھ اور مسائل سدّراہ ہیں، بینک کاری کے اصولوں کے مطابق تجارتی بینکوں کو اپنی کل جمع کا ایک حصّہ مرکزی بینک کے پاس محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ کچھ مسلم ممالک میں اسلامی بینکوں کے لیے یہ تناسب ۲۵ فیصد تک مقرر کیا گیا ہے جب کہ روایتی بینکوں کے لیے عام طور پر تناسب کم رکھا جاتا ہے۔ اس سے اسلامی بینکوں کی کارکردگی اس طور پر متاثر ہوتی ہے کہ اگر یہ تناسب اتنا زیادہ نہ ہوتا تو ان کے وسائل کا بہتر استعمال ہوسکتا ہے۔ مسلم ممالک میں مرکزی بینک ابھی تک سودی روش پر ہی عمل پیرا ہیں اور اپنے پاس جمع پر تجارتی بینکوں کو سود ادا کرتے ہیں۔ اسلامی بینک، اپنی اس رقم پر، جو مرکزی بینک کے پاس لازم جمع کے طور پر رہتی ہے، سود بھی نہیں لیتے لیکن اس کے عوض مرکزی بینک اسلامی بینکوں کو کوئی دوسری سہولت بھی عطا نہیں کرتے۔

اگر مسلم ممالک میں اسلامی بینکوں کی تعداد میں اضافہ ہوجائے تو وہ مالیاتی بازار کے ایک بڑے حِصّے پر قابض ہوجائیں گے۔ ایسی صورت میں غالباً وہ اس حالت میں آجائیں گے کہ مرکزی بینکوں کو مجبور کریں کہ اسلامی بینکوں کے تئیں اپنی پالیسیوں میں مناسب تبدیلی کرے۔

بعض دوسرے ممالک میں مرکزی بینک تجارتی بینکوں کو براہ راست اصل کاری، اور تجارت میں حصّہ لینے سے منع کرتے ہیں۔ ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ سرمایہ کاری اور اصل کاری کے اعمال کو علیحدہ رکھا جاسکے۔ لیکن یہ اسلامی بینکوں کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے کیونکہ اسلامی بینک کاری میں اس طرح کا فرق ممکن نہیں ہے۔

یہ اسلامی بینک کاری کو درپیش مسائل کا ایک سرسری جائزہ ہے۔ ماہرین معاشیات اور اسلامی بینک کاری کے ماہرین ان مسائل کو حل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ خود اسلامی بینکوں کی جانب سے بھی اس سمت کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لیے ہمیں امید کرنا چاہیے کہ وہ جلد ہی ان مسائل کا حل ڈھونڈنے میں کامیاب ہوں گے۔